تبصرے :

۱۔ "اردو کی ترقی میں مولانا ابوالکلام آزاد کا حصہ"

مصنف : ڈاکٹر ابو سلمان شاھجہانپوری۔
ناشر : ادارہ تصنیف و تحقیق پاکستان ، کراچی ، سنہ اشاعت: ۱۹۸۸ء
مبصر : فہمیدہ شیخ

مولانا ابوالکلام آزاد کو قدرت کی طرف سے وہ تمام صفات اور صلاحیتیں وافر مقدار میں ملی تھیں جو ایک اعلیٰ پائے کے ادیب میں موجود ھونی چاہییں۔ وہ ایک انشاء پرداز ادیب ھونے کے ساتھ ساتھ ایک اعلیٰ پائے کے خطیب بھی تھے ، اس کے ساتھ ھی اردو زبان کی ترقی کے مسائل پر بھی ان کی گہری نظر اور خاص توجہ تھی۔

وہ اردو کی ترقی کی کوششوں میں ھمیشہ سرگرم عمل رہے۔ ان کی کاوشوں پر بعض اھل قلم نے روشنی ڈالی ھے ، ان ھی میں سے ڈاکٹر ابو سلمان شاھجہانپوری کا بھی ان پر گہرا مطالعہ رہا ھے۔

پیش نظر تالیف ۱۹۸۸ء میں پہلی بار شائع ھوکر منظر عام پر آئی ھے۔ جس میں مصنف نے مولانا کی علمی و ادبی، زندگی کے دو پہلوؤں کو اجاگر کیا ھے۔ حصہ اول میں مولانا کے اسالیب بیان کا مختصر تعارف ھے اور حصہ دوم میں اردو کی خدمت کے سلسلے میں مولانا کے افکار اور کاوشوں کے تذکرے ھیں۔

دراصل حصہ دوم ھی اس کتاب کا موضوع خاص ھے، جسے موصوف نے اپنی سہولت کے پیش نظر مختلف ابواب میں تقسیم کیا ھے۔ اردو کی ترقی میں مولانا کی خدمات سے متعلق بحث اور جامعیت کے لیے ان کے اسلوب کے اقسام و خصائص کا بھی ایک سرسری جائزہ لیا گیا ھے۔

کتاب کل ۱۳ ابواب پر مشتمل ھے۔ حصہ اول میں اسالیب بیان سے متعلق چار ذیلی عنوانات دیے گئے ھیں: ۱۔ دعوتی اسلوب ۲۔ علمی اسلوب ۳۔ ادبی اسلوب ۴۔ بنیادی اسلوب۔

حصہ دوم میں پہلا باب "خدمت زبان" سے متعلق ھے جس میں مختصراً مولانا کی ابتدائی زندگی کی کار گذاری پر روشنی ڈالی گئی ھے، مثلاً ان کے خاندان کی سکونت، کلکتہ میں ان کا قیام، شاعری سے دلچسپی، زبان کے مسائل کا ذوق پیدا ھونا اور اس کی باریکیوں پر مولانا کی گہری نظر، الفاظ کے غلط استعمال کے سلسلے میں ان کی رھنمائی۔ مثلاً مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے pain اور pleasure کا ترجمہ حظ و کرب کیا تھا، مولانا نے حظ و کرب کی جگہ لذت و الم، الفاظ پیش کیے۔ اس سے ان کی معلومات اور عمیق نظر کا اندازہ ھوسکتا ھے۔

دوسرا باب، "لغات، زبان کے علمی و فنی مباحث پر ایک نظر" کے عنوان سے پیش کیا گیا ھے، جس میں موصوف نے مولانا کی زبان اور لغات کے مسائل سے دلچسپی کا ذکر کیا ھے۔ صاحب کتاب کا کہنا ھے کہ انھوں نے ابتدا ھی سے فارسی اردو کی ایک جامع لغت کی ضرورت کو محسوس کر لیا تھا اور فارسی لغت کی تحقیق میں ایک معقول ذخیرۂ الفاظ و محاورات بھی جمع کر لیا تھا، اگرچہ یہ لغت مکمل نہ ھو سکی کیونکہ مولانا کسی اور کام کی طرف

متوجہ ہو گئے تھے - لیکن اس سے یہ اندازہ ضرور کیا جا سکتا ہے کہ فارسی لغات کی گمراہیوں پر شروع سے ہی ان کی نظر تھی۔ اس کے علاوہ مولانا غلام رسول مہر کی مشہور تالیف "غالب" کی بعض مقامات پر تصحیح، مباحث اور زبان و قواعد کے اصول جو مولانا کے پیش نظر تھے ان کا بھی حوالہ ملتا ہے۔

تیسرا باب، "لسان الصدق اور اس کا دائرہ بحث" سے متعلق ہے۔ اس مضمون میں مقالہ نگار نے رسالہ لسان الصدق سے متعلق مولانا کے چار مقاصد پیش کیے ہیں، جن میں سے تین کا تعلق اردو زبان و ادب کی ترقی سے ہے۔ ۱۔ سوشل ریفارم ۲۔ ترقی اردو ۳۔ علمی مذاق کی اشاعت اور نمبر ۴۔ تنقید سے متعلق ہے۔ یعنی اردو تصانیف پر ایک ریویو پیش کیا گیا ہے۔ سوشل ریفارم میں اصلاح معاشرت سے بحث کی گئی اور بقیہ تین مقاصد کی تشریح مصنف نے مولانا آزاد کے الفاظ میں پیش کی ہے۔

چوتھا باب، دیسی اور ولایتی الفاظ سے متعلق ہے جس میں اردو کے ساتھ انگریزی کے بکثرت الفاظ کے استعمال کے رجحان اور اردو زبان کی شیرینی اور فصاحت کے لیے اس کے سخت نقصان دہ ہونے کے بارے خیال میں اظہار کیا گیا ہے، تاکہ اردو کی سرپرستی کرنے والے اس پر توجہ دیں اور اردو کی سادگی و شیرینی میں فرق نہ آنے دیں۔ اس سلسلے میں مولانا کے لکھے ہوئے مختلف اقتباسات پیش کیے گئے ہیں، جن سے واضح ہوتا ہے کہ مولانا ایسے انگریزی الفاظ کے حامی تھے جن کے اردو میں متبادل الفاظ تو مل جاتے ہیں لیکن ان میں معنوی جامعیت پیدا نہیں ہوتی۔ اس کے لیے انہوں نے مثالیں بھی پیش کی ہیں۔ مثلاً انگریزی کا ایک لفظ کیمسٹری ہے جسے اردو میں کیمیا کہتے ہیں لیکن اس سے سامع، علم کیمسٹری کے وسیع مفہوم کو

نہیں سمجھ سکتے۔ اس لیے ان کا خیال ہے کہ بعض ایسے ہی انگریزی الفاظ کو اردو میں رائج کر دیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

پانچواں باب "ترقی اردو اور تراجم علوم و فنون" سے متعلق ہے۔ اس باب میں مولانا کے خیالات جان کر یہ احساس ہوتا ہے کہ ان کی نظریں کتنی دور رس تھیں۔ یہ مقالہ مولانا نے "لسان الصدق" میں اگست، ستمبر ۱۹۰۴ع اور اپریل، مئی ۱۹۰۵ کی دو قسطوں میں شائع کیا تھا۔ صاحب کتاب نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ مولانا نے اس ضرورت کو قبل از وقت محسوس کرلیا تھا کہ اگر اردو زبان کو ایک علمی زبان کے درجے تک پہنچنا ہے تو اس زبان کو عالمی زبانوں سے مختلف علوم و فنون کے تراجم کی ضرورت محسوس کرنی ہوگی تاکہ جدید علوم کے ہر صیغے میں مبسوط اور جامع کتابیں ترجمہ کی جائیں اور علوم و فنون کا کوئی پہلو یورپ کی زبانوں میں ایسا نہ رہ جائے جس کا ترجمہ اردو میں موجود نہ ہو۔ مولانا کے خیال میں جس طرح عربی، یونانی و فارسی کے سرچشموں سے سیراب ہوئی تھی اسی طرح اردو کو بھی یورپ سے فیض یاب ہونا چاہیے۔ اس سلسلے میں انہوں نے اس بات کی بھی وضاحت کی ہے کہ اردو میں یورپ کی علمی زبانوں کا سرمایہ ہی ترجمہ کرنا چاہیے نہ کہ شکسپیر کے ڈرامے اور رینلڈ کے ناول کا ترجمہ کرنا، یہ ایسا ہے جیسے دنیا کو اپنی جہالت پر خود ہنسوانا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا نے اپنے زمانے میں علمی تراجم کی تحریک اور نظریے کی پر زور وکالت کی ہے۔ مولانا آزاد کے مضمون کے کئی حوالے مصنف نے دیے ہیں جن میں سے چند کا ذکر یہاں کیا گیا ہے۔

اب ہم چھٹے باب بہ عنوان "اصطلاحات سازی" کا جائزہ لیتے ہیں۔ مصنف نے وضاحت کی ہے کہ مولانا آزاد، علوم و فنون کے تراجم، تالیف و تدوین اور طبع زاد تصنیفات کے بہت بڑے داعی تھے اور اس کا انہیں مکمل طور پر شعور تھا کہ اہم قسم کی تصنیفات و تالیفات کے لیے اصطلاحات ناگزیر ہیں۔ مولانا کی نظر میں کسی زبان کی ترقی اس کی جامعیت اور علمی معیار کا دارومدار اس زبان میں علمی اصطلاحات کے کم و بیش سرمائے پر ہے۔ مقالہ نگار لکھتے ہیں کہ اس حقیقت پر مولانا کی ابتدا ہی سے نظر تھی۔ "الہلال" میں انہوں نے اس موضوع پر تفصیلی بحث کی ہے اور اصطلاحات سازی کے اصول و قوانین کی طرف توجہ دلائی ہے، اس کے علاوہ لوگوں میں اصطلاحات سازی کی تحریک پیدا کی اور اس کے اصول و قوانین متعین کرنے کی کوشش کی۔ "الہلال" نے جو تحریک پیدا کی تھی اس کے اصل بانی اور محرک خود مولانا ہی تھے۔ آگے چل کر موصوف نے مولانا کے وضع اصطلاحات سے متعلق اصول اور طریق کار پر روشنی ڈالی ہے۔ اصطلاحات پر جو بحث کی گئی ہے اس میں مثالیں دے کر یہ واضح کیا گیا ہے کہ آج جس شکل میں کوئی اصطلاح ہمارے سامنے موجود ہے، آغاز میں اس کی شکل یہ نہیں رہی ہوگی۔

ساتویں باب بہ عنوان "طریق طباعت" میں مصنف نے مولانا کے ذوق طباعت کی ابتدائی تاریخ لکھی ہے اور واضح کیا ہے کہ مولانا آزاد نہایت ضروری سمجھتے تھے کہ اردو طباعت کے لیے ٹائپ اختیار کر لیا جائے۔ کیونکہ انہیں اس کا علم تھا کہ یہی طریقہ مشینی دور کے تقاضوں سے مناسبت رکھتا ہے اور اردو کی ترقی کے لیے بھی ایک ناگریز عمل ہے۔ ٹائپ کی چھپائی سے دلچسپی کے متعلق صاحب کتاب نے کئی حوالے دیے ہیں جن سے مولانا کے ذوق

اور علمی شعور کا اندازہ ہوتا ہے۔ ٹائپ کی مطبوعات نے مولانا کے ذوق کی تعمیر میں جو حصہ لیا تھا یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ ۱۹۱۲ء میں مولانا نے "الہلال" ٹائپ میں نکالا تھا۔

آٹھواں باب "اردو رسم الخط" سے متعلق ہے۔ مصنف نے اس باب میں اردو ہندی تنازع کے بارے میں مولانا کے خیالات کی طرف توجہ دلائی ہے، جس کے سلجھانے کے لیے انھوں نے بڑی جدوجہد کی۔ موصوف نے لکھا ہے کہ اردو ہندی کے تنازع میں جب ایک حلقے کی طرف سے ناگری رسم الخط اور ایک مرحلے میں رومن رسم الخط اختیار کر لینے کا مشورہ دیا جا رہا تھا تو مولانا آزاد نے اس کی مخالفت کی، کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اردو رسم الخط کی ایک تاریخ ہے، مخصوص روایت ہے اور اس کے بعض خصائص ہیں، جو اس کے فارسی رسم الخط میں ہی نمایاں ہو سکتے ہیں۔ ان کے خیال میں اگر دوسرے رسم الخط کے مقابلے میں اردو کے رسم الخط میں کوئی خامی ہے تو اس کے مقابلے میں اس کی خوبیاں زیادہ ہیں۔ اردو رسم الخط کی خوبیوں پر مولانا کی نظر تھی لیکن اس کا نقص بھی ان کی نظر سے پوشیدہ نہ تھا۔

نواں باب "املا اور علاماتِ تحریر" سے متعلق ہے جس میں اردو املا کے مسائل اور علامات تحریر سے بحث کی گئی ہے اور ایسے مسائل کا ذکر کیا گیا ہے جنھیں اوّل مولانا نے محسوس کیا اور املا کے ایسے اصول وضع کیے، جو بلا شبہ ایسے تو نہیں جو بعد میں انجمن ترقی اردو نے اور دیگر حضرات نے وضع کیے لیکن ابتدائی کوشش مولانا ہی کی تھی۔ اردو میں علامات تحریر کے موضوع پر مولانا کا مضمون "پنکچوئیشن" ماہنامہ "خدنگ نظر" لکھنؤ، اکتوبر، نومبر ۱۹۰۶ء کے دو شماروں میں شائع ہوا تھا۔ اس موضوع

پر سر سید کے بعد یہ ان کا پہلا مگر سر سید سے زیادہ جامع مضمون ہے، جب کہ اس وقت ان کی عمر صرف چودہ برس تھی۔

گیارھویں باب میں "انجمن ترقی اردو اور دیگر ادارے" کے عنوان سے مصنف نے جائزہ لیا ہے۔ موصوف نے مولانا آزاد کی، انجمن ترقی اردو اور اس کے دیگر اداروں سے دلچسپی پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ مولانا نے اپنی زندگی کے مقاصد کے سفر کا آغاز اردو کی خدمت سے کیا تھا اور اس سلسلے میں ان کا پہلا مضمون "پنکچوئیشن" کے عنوان سے شائع ہوا تھا، اسی زمانے میں انھوں نے فارسی اردو لغت پر بھی کام کا آغاز کردیا تھا۔ اس کے بعد "لسان الصدق" کے اجرا سے مولانا نے جن مقاصد کے سفر کا آغاز کیا تھا وہ زندگی بھر انھی مقاصد کے لیے کام کرتے رہے۔ موصوف نے اس بات کی بھی وضاحت کی ہے کہ "لسان الصدق" کو انجمن ترقی اردو کا ترجمان بنانا اسی مقصد سے تھا۔ "لسان الصدق" کے علاوہ الندوہ لکھنؤ، اور وکیل امرتسر بھی ان کی زندگی کے سفر کے مراحل اور ان کی خدمت زبان و ادب کے مختلف میدان تھے۔ آگے چل کر مزید وضاحت کرتے ہیں کہ "الہلال" کے ذریعے سے زبان و ادب، علوم و فنون اور ملک و قوم کی جو عظیم الشان خدمات مولانا نے انجام دیں ان کا اعتراف ہر صاحب علم اور اہل نظر نے کیا ہے۔ انجمن ترقی اردو کے کاموں سے انھیں ہمیشہ دلچسپی رہی اور وہ ہمیشہ اس کی مجلس نظما کے رکن رہے۔ اس کے علاوہ مولانا کی اردو سے دلچسپی اور اردو ہی کو ہندوستان کی قومی زبان بنانے کی سعی، تصنیف و تحقیق کے اداروں اور اسکولوں میں اردو کے رواج، اردو اخبارات و رسائل کی ترقی کی کوششوں اور اردو کو دوسری قومی زبان بنانے کی جدوجہد کا حوالہ ملتا ہے۔ حکومتِ ہند کے وزیر

تعلیم کی حیثیت سے بھی مولانا نے اردو زبان کی عظیم‌الشان خدمات انجام دی ہیں۔ انجمن ترقی اردو کے ساتھ ہر اس ادارے سے بھی انہیں دلچسپی تھی، جس کے مقاصد میں مسلمانوں کی تعلیم اور علوم و فنون کی ترقی و تحفظ کا مقصد شامل ہو۔ اس سلسلے میں انہوں نے دائرۃ المعارف حیدرآباد(دکن) کو قائم رکھا جو عربی کے نادر مخطوطات کی اشاعت کا ایک نامور ادارہ ہے۔ اسی طرح ریاست رام‌پور کا شاندار کتب خانہ، جس کا نام رضا لائبریری ہے۔ عام خیال یہ تھا کہ تقسیم کے بعد یہ اجڑ جائے گا لیکن مولانا نے اس کو باقاعدہ حکومت کی تحویل میں لے کر اسے یوپی گورنمنٹ کی نگرانی میں دے دیا۔ اب یہ لائبریری حکومت کے لاکھوں روپے سالانہ کے بجٹ سے ترقی کر رہی ہے۔ اسی طرح پٹنہ کی مشہور عالم خدا بخش لائبریری کو بھی مولانا کی کوششوں سے حکومت کی طرف سے تمام حفاظتی انتظامات مہیا کیے گئے اور اس کے لیے لاکھوں روپے کے سالانہ بجٹ کی منظوری حاصل کی گئی۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آزادی کے بعد نا مساعد حالات میں بھی مولانا نے بھارت کے مسلمانوں کی بڑی جرأت اور دلیری سے خدمات انجام دی ہیں۔

بارھواں باب "مولانا آزاد کی ادبی و فنی عظمت کی بنیاد" سے متعلق ہے۔ مصنف نے اس حوالے سے ان کی فنی عظمت کا مختصراً جائزہ لیا ہے۔ اس میں صحت زبان یا اسلوب نگارش سے بحث کی گئی اور مولانا کے اسلوب پر پنڈت کیفی کے بعض اعتراضات کے جواب میں چند ایسے دلائل پیش کیے ہیں جن سے صحت زبان پر اعتراضات کی تردید ہوتی ہے۔

تیرھواں باب "حرف آخر" کے عنوان سے آخری باب ہے، جس میں صاحب کتاب نے مولانا آزاد کے اسالیب بیان، زبان اور اس کے